رجسٹرڈ نمبر اے ۷۶۳

REGISTERD NO. A. 763



M.B. Khan Artist

قیمت فی پرچہ ۲ر شمسان المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک اڈیٹر چھپکر شائع ہوا

باؤنڈر آئل اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ بالوں کی حفاظت اور دماغ کی کیلئے اکسیر ہے۔

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرطیکہ تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جاتی ہے یعنی طلبہ سے سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ مانگنے والوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور دوستوں سے خدمت طلب کرتا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کو آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں اور دوسرے پرچہ میں آپ کے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحانا تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے منشا مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو بعد ختم مدت کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ با بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور کیا دیکھا ہوا پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ بذریعہ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرالیں۔ دام دو ورنہ نہیں تو قدر دانی کو شوق سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) ہر قسم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستے میں کہاں غائب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دو تقاضے پر خیال رکھنا منیجر خود نہیں سمجھ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا امداد تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ دن تک خاموشی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع نہ ہونگے اور انکی واپسی کے بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ انکے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۲۵

مضامین غیر

۱۴ جولائی ۱۹۲۸ء

غزل بطرز حالی

مولانا پنچ - ایک عقیدت فراوان سستی کا خوشنما تحفہ قبول فرما کر ممنون و مشکور فرمائیے۔ خیاباں حسرت دارائے ہستی مرحب رضائے خدمت میں ایک غزل مولانا حالی کی دیکھ کر حسن طبع مائل کلام زنی وسخن ہوا ادب لطیف کا دور دورہ ہے چند اشعار جس طرزی سی کی قسمت محفوظ ہے براہ خدمت کرتا ہوں بعد اصلاح درج اخبار فرمائیے۔ اگر آپ پڑھ کر لیجائے مبارک ہے رقص جسم تو خود بخود مرشد مفہوم شعر کا سوال دل میں آئے تو جناب مرشد عروس چشم پر دلال کر حضرت اختر شیرانی افغانی کا یہ شعر قرأت فرمائیے۔

اٹھا تو ایک بوسۂ رقصیدہ ساتھ پاشیدہ ساتھ
بیٹھا تو ایک لذت خوابیدہ ساتھ۔ دامن کشیدہ
دل ستاں جبینیدہ الفاظ کا خط کشیدہ یہ پیالہ ساغری۔

ادب لطیف

ساقی کی دیکھ کر آنکھیں میں ابر بے موج چھائے وہ
ہیں مستی بریاں وہ آنکھیں بالکل تھکے ہیں بخانہ کے
ہیں جو یہ پُرنم انکھیں مرنج پر الکو دم مرشد شاہ
چشم نعمان میں ساتپ اگر ارتقیں اڑائے وہ
دیکھ ذرا دو شیزۂ جسم کی عریانی لے ذرا
ایک لطافت فطرت نے پیرکر رہے ہیں جاند
اسکی ترنم خیز نگاہیں مضطر کیوں ہے کوئی
آہستہ از روی تمہیں یادشت میں بالفعل
پھر بیاں نہ کیجیے پیالا عمر خود ہستی کو جلا کیا
ہوش فنا ہے دل میں سے آتے ہیں نظور برانہ

ادب کثیف

سادہ صفت بجز ستی نغمہ وحدت مجھکو سنا

دیکھ جا دو فسانگ کے عالم رو نوں میں وہ پائے دو
پیر مغاں کی بزم میں جانا پھر دنیا میں کیا ہو سکتا
ہم تو اپنے دل کی کرینگے ناصح کو سمجھائے وہ

راقم

بلبم ساغری سیمابی

الف - میم - خنداں فتحپوری

ہائے کمزوری

(۱) حکیم مرزا محمد علی گراں گوش نصیر الدین حیدر شاہ اودھ کے معالج تھے شاہ کی والدہ نے حکیم صاحب سے شکایت کی کہ میرا بچہ کچھ نہیں کھاتا میری جان جاتی رہی خدا کے لیے آپ علاج کیجئے۔ حکیم صاحب آدمی تھے سمجھنے کہنے لگے آج حضور ایک کام کریں جس قاب سے بادشاہ سلامت ایک لقمہ اُٹھا کر نوش فرمائیں اُس قاب سے ایک لقمہ تھا ہی بڑا حضور ایک طشت وہ کھانے میں رکھتی جائیں۔ حضور نے یہی کیا گنتی کے لقموں سے دو قابیں چوٹی تک بھر گئیں۔ ان قابوں میں صرف مختلف قسم کے پلاؤ تھے شیر مالیں زیرنی کے خواجہ کباب اور دوسری نعمتیں شامل نہ تھیں۔ ذکر ہے کہ شاہی دستر خوان پر پچاس طرح کے کھانے ہوتے تھے بادشاہ سلامت نے ہر ایک غذا کا ایک لقمہ نوش کیا تو پچاس لقمے ہو گئے قابیں کیوں نہ بھرتیں جب یہ دو سیر غذا کی قابیں حکیم صاحب کے سامنے پہنچیں تو حکیم صاحب نے پردے کے پاس چیخ کے کہا۔ نواب قبلہ عالم مجھکو قوش کریں ۔ ایک آدمی اس سے زیادہ نہیں کھا سکتا۔

(۲) اگلے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب دوسرے عرب کے یہاں مہمان ہوا میزبان کے گھر میں روٹی تھی گوشت نہ تھا روٹی مہمان کے سامنے رکھ کے آپ گوشت خریدنے بازار گیا۔ مہمان صاحب اتنی دیر میں روٹیاں چٹ کر گئے میزبان جب گوشت کا پیالہ لے کے واپس آیا تو دستر خوان خالی دیکھ کے پھر بازار گیا۔ یہ کوئی ضروری بات نہیں کہ روٹی کے بغیر کوئی گوشت یا شوربہ نہ کھائے عرب دستور یہی ہے کہ پہلے وہ کھی روٹی کھا کے پھر پانی کی جگہ شوربا ہضم کرجاتا ہے۔ غرض میزبان غریب کو پانچ چار پھیرے بازار کے کرنے پڑے روٹی لاتا تو شوربا ندارد شوربا لایا تو روٹی غائب۔ آخر اُس نے پوچھا بھائی تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کہاں جاتے ہو۔ معلوم ہوا کہ حضرت رہنے والے نجد کے ہیں کمزوری کے مرض میں مبتلا ہیں مدینہ کے ایک طبیب سے علاج کرانے کا ارادہ ہے غریب میزبان نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ بھائی صاحب خدا صحت دے اگر آپ کا معدہ بہ نسبت اب کے آئندہ زیادہ غذا قبول کرنے کے قابل ہو جائے تو واسطہ خدا کا واپسی میں اس عاجز کو سرفراز نہ فرمائیں۔

(۳) کراگرم اخبار ہے کہ ہمارے دوست لارڈ ارون عنقریب درستی صحت کی غرض سے ولایت تشریف لیجائینگے غالباً کمزوری کی شکایت ہے ہمیں یہ واہ دارالسلطنت سے شملہ تک پیدل چلنے کی قوت رکھنے والا کمزور نہیں تو اور کون ہے۔ جب آپ ولایت سے مع الخیر واپس آئینگے تو پھر بارہ چپاتی نے میں تیس مرغ الشف نشیں اور پانچ چار ہاتھی ناشتہ شکنی کے لیے روزانہ مہیا کرنے پڑینگے دوست یہ کیوں نہیں کہتے کہ روزانہ لندن سے سیدھے لندن تک آتے جاتے ہیں ہمدردوں کی گپ جب آمد و رفت سے ہی لگاتی۔ سائمن کمیشن اور برکن ہیڈ بیماروں سے مشورہ گفتگو ہو جائے تاکہ اس ہاتھ کی خبر اُس ہاتھ کو نہ ہو۔ ساری بیماری بجدید قسط اصلاحات سند کی ہے کمبخت کہاں کا روگ جان کو لگا۔

راقم

تمارض

نانی پردہ دار

نواسی بے پردہ در

ڈیر پنچ - آجکل "پردہ" کا مسئلہ معرکۃ الآرا ہے۔ جس اخبار کا کاغذ میں دیکھیے یہی بحث چھڑی ہوتی ہے۔ گویا دنگل میں کشتی ہو رہی ہے چت پٹ کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا مگر یقین ہے کہ پردہ ہاری مانی کیا معنی کہ نئی نسل کے کانوں میں آزادی کی صدا

بھری ہوئی ہے یہ لکیر کے فقیر جب نہ رہیں گے تو پھر نئی نسل کے ہاتھوں میں اس رواج کی باگ ڈور ہوگی۔ دقیانوسی بڑھیوں کی آن اسوقت تک رہ گئی تو وجہ یہ تھی کہ پردہ والیاں ان کا حکم مانتی تھیں اب حکم ماننے کا فیشن نہیں جبکے پردہ کی فکر تھی وجہ سر چھپا منھ بہانا گھر سے باہر نکلنے پر آمادہ ہیں تو پردہ صاحب کی مجال ہے جو آنکھوں کے سامنے آجائیں یا گھر میں قدم رکھ سکیں۔

پردہ دار نانی اور پردہ در نواسی کی لطیف گفتگو میں پرانے اور نئے خیالات کا تفاوت پر لطف تھا اسلیے ہیا پنچے کانوں کا سنا ہوا مکالمہ ہدیۂ خدمت ہے۔

ایک ہیں نانی مگر دوسری نانیوں کی طرح جاہل نہیں پڑھی لکھی درست و قلم ہیں۔ آنکھوں سے کم سوجھتا ہے اسپر بھی دن رات میں چار گھنٹے کتاب دیکھتی اور اخبار کا مطالعہ کرتی ہیں۔ اپنی جنس کی جہالت انھیں بھی ناگوار ہے یعنی تعلیم کی حامی ہیں مگر اسی دائرہ کے اندر کہ تعلیم وہی ہے جو حد سے باہر قدم نہ رکھنے دے۔ بیچاری نے اپنی نواسی کو بہت سمجھایا کہ بیٹی اپنے خدا کرم ان کے خاندان کی ناک پر جاتا تو تیز کر صاحبزادی جیسک نادان تھیں نانی کے کہنے پر عمل کرتی رہیں سمجھ آنے کے معنی یہی ہیں کہ آدمی خود مختار ہو جائے جوان ہوتے ہی اسکولی تعلیم اور انگلے لیڈروں کی تحریروں کے اثر سے لگیں روز بروز رنگ پکڑنے۔ اور نانی کی ہر بات پر کہنے لگیں کہ تم تو سٹھیا گئی ہو۔ تم کیا جانو تعلیم کیا چیز ہے۔ یعنی اسکی میری بات میں دخل نہ دیا کرو۔ کہو جاہل قوموں نہیں ہو تو بڑے بڑے قال اللہ قال الرسول پڑھ ڈالے مگر ایک دن



”ارے تھوڑا سا اور جھکو۔ تم تو ابھی سے ہی میں کو لگنے لگیں۔ یہ آخری بوجھ نہیں ہے آئندہ اگر خزانے میں بچت ہوئی تو وہ بھی لاد دیں گے“

جو بڑھیا کو تہا آیا کہنے لگی: آؤ نواسی ناشدنی آج میں تیری لیاقت دیکھوں گی۔ چار لفظ ہی کیا بڑھ لیے ہیں کہ چھو کری زمین پر پاؤں ہی نہیں رکھتی۔

نواسی: کیوں؟ ہاں پھر ہے تو لیاقت۔ کچھ تمہاری طرح میں نے دقیانوسی کتابیں تو پڑھی نہیں۔ نانی تم بیچاری کیا جانو آج کل کی پڑھائی کیسی ہوتی ہے جو تجربہ کی باتیں ساٹھ ساٹھ برس محنت کرنے پر لوگوں کو معلوم ہوتی تھیں وہ دو برس کی اسکول کی تعلیم میں بچوں کو معلوم ہو جاتی ہیں۔

نانی: اچھا تو کچھ بتاؤ گی کہ دو ڈبڑی پڑھ لکھ کے فاضل ہو گئی ہو۔ ابھی کوئی فارسی خط لکھ دوں تو پڑھی نہیں جاتی کتنی لکھی تھیں۔ نحو و املا تک نہیں جانتیں اور منطق میں فاضل۔ خدا غارت کرے ایسی قابلیت کو۔

نواسی: فارسی کی ضرورت ہی کیا ہے وہ دن گئے کہ فارسی کے بغیر کام نہیں چلتا تھا اب تو ہم

نماز بھی اردو میں پڑھتے ہیں۔ دیکھو نانی یہی تمہاری جہالت ہے کہ اپنے دیس کی زبان چھوڑ کے پردیس کی زبان میں نماز پڑھتی ہو دعا مانگتی ہو۔ وطن کی محبت سے تمہارا دل بالکل خالی ہے۔

نانی: اری کیا کہا۔ تو نماز اردو میں پڑھنے لگی! ہائے غضب یہ سات برس کی جان کو میں نے نماز سکھائی سورے پڑھائے معنی بتائے اسکا یہ پھل کہ تم سرچڑھ گئیں تم نے سب چوپٹ کیا۔

اری بد دعا تو خیر ہر شخص اپنی زبان میں مانگتا ہے۔ نماز کے واسطے تو رسول نے سورے بتائے ہیں کہ پہلی رکعت میں یہ پڑھو دوسری میں یہ پڑھو۔ اردو میں کوئی سورت نازل نہیں ہوئی نہ حضرت نے اجازت دی کہ ان سورتوں کے معنی اپنی زبان میں کہہ لیا کرو تب بھی نماز ہو جائے گی۔ قرآن ہے خدا کا قول اسکے الفاظ خدا کے تعلیم کیے ہوئے ہیں۔ ترجمہ بندہ کا قول ہے خدا کا قول نہیں۔ وہ لاکھ صحیح اور درست ہو ترجمہ ہی رہے گا۔ خدا کی قول کی برکت اور رسول کی زبان کی سعادت اسمیں نہیں ہو سکتی۔ خدا کا دین جس طرح ساری دنیا کے لیے ہے اسی طرح ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اسکے اصلی کلام ہی پڑھے۔

نواسی: چاہے سمجھے بوجھے خاک نہیں۔ بس طوطے کی طرح پڑھ لیا پڑھنا کس کام کا۔ بس یہی تمہاری عقل تھی قربان کی تھی ایسی عقل۔

نانی: ارے یوں ترجمہ کرکے معنی سمجھنا اور بات ہے اور نماز اپنی زبان میں پڑھنا دوسری بات ہے۔ قرآن کی تعلیم ہر زبان میں ہونی چاہیے مگر وہ چار سورے جو نماز کے ہیں وہ یعنی بحیثیت ہر مسلمان کو ازبر کر لینا فرض ہے کہ اپنے نبی کی پاک زبان اور اپنے خدا کے پاک کلام

یاد رہے - اس رنگ میں تیرے بیچ کو پتہ نہیں تجھکو نماز میں اول بدل کرنے کا حق کہاں سے ہو گیا - وہ اگلے لوگ بے وقوف نہ تھے کہ جس بات میں مسلمانوں کا فائدہ ہوتا اسکا رواج نہ دیتے جن بیچاروں نے جان تک خدا کی راہ میں عزیز نہ کی وہ اپنی بولی کی تسبیح کو ترجیح نہ دیتے یہ ہو ہی نہیں سکتا - جہاں وہ تمام عقیدے دوسری زبانوں میں سمجھاتے تھے وہاں وہ پوری نماز کے معنی اسی زبان میں سکھاتے انکا اسمیں کیا نقصان تھا مگر انھوں نے تو اس خوف سے اس حکم میں ادل بدل نہیں کیا کہ نبی کا ارشاد جن سوروں سے نماز مروج ہے اُن سوروں کے پڑھنے کا تھا۔

نواسی :- واہ رے ارشاد - تم ہی بتاؤ ایسی نماز سے کیا فائدہ جسکے معنی معلوم نہ ہوں ؟

نانی :- ہر روئی چڑیل اب نبی کے ارشاد پر بھی جرح کرنے لگی - آخر تجھے جو ہم نے نماز سکھائی تھی تو کیا اسکے معنی نہیں بتائے تھے ؟ اسے وہ ہے کون سی دشوار ایک ہفتہ میں تو سورے کیا ساری نماز کے معنی آدمی سیکھ اور سمجھ لیتا ہے بس اتنی سی محنت کے لئے اپنے نبی کا حکم بدلو گے - میں نے سینکڑوں گنواریوں کو نماز سکھائی چار پانچ روز الفاظ صحیح کرنے میں لگے پھر وہ آسانی سے حرف لگا نے لگیں - آجکل یہ دستور نکلا ہے کہ ہر ایک بات آسان ہونی چاہیے - تعجب یہ ہے کہ ملکی لیڈروں کے کہنے سے مہینوں دو پہر تک روز چرخا کاتتے پر لوگوں نے محنت کی اور یہ نہ کہا کہ مشکل ہے بے حساب جنکا جغرافیہ سیکھا نقشہ کھینچنا سیکھا

نایاب اور بیش بہا تحفہ

سوچی کا کام سیکھا - دھرنی نانی تو اب حضور نے خوب وکیل بیرسٹر سالہا سال میں بنے اور شوہر کی خاطر ننگی اور بھوک میں صرف دو چنے کی محنت اپنی نگاہ ہوتی کہ اپنی محنت کے واسطے رسول کا حکم ٹالنے پر تیس ہو گئے - خدا کی مار ایسی تعلیم پر -

نواسی :- چاہے تم کچھ کہو خلوص تو سمجھ پر موقوف ہے اور اپنی زبان آدمی خوب سمجھتا ہے ؟

نانی - پھر وہی مرغے کی ایک ٹانگ - جب ترجمہ اچھی طرح سمجھا دیا تو پھر خلوص کیوں نہ ہوگا - آخر تم اسلئے نماز کا ترجمہ ہی پڑھنا چاہتی ہو یا اردو کی اسمیں سورے کے معنی ہوتے ہیں یا کچھ اپنے دل سے بھی لگا دیتی ہو ؟ میں کہتی ہوں کہ اصلی لفظ زبان پر ہوں اور معنی انکے دل میں ہوں تو خلوص میں کیا بٹہ لگا جاتا ہے گا - ترجمہ میں جو مطلب ہم سمجھاتے ہیں صرف وہی نمازی کے ذہن میں ہوتا ہے اور اصلی عبارت ایک ورد ہے گویا وہ سلا ورد یا نمازی کی نوک زبان سے جاری ہوتا ہے - اور وہ مطلب بھی باقی رہتا ہے جو ہم نے اچھی طرح سمجھ کے موافق کلام اللہ سے نکالا ہے - انسان سو ترجمہ کرے تب بھی خدائی الفاظ کی برکت اپنے کلام میں پیدا نہیں کرسکتا - ایک ہی قرآن ہے جسکے معنی کوئی فرقہ کچھ لیتا ہے کوئی کچھ - اگر ہر فرقے کے لوگ نماز پڑھتے وقت دل میں یہ بھی ارادہ کریں کہ خدایا جو معنی تیرے الفاظ کے تیرے نزدیک صحیح ہوں چاہے میں اُسے جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں مگر میں انکے آگے گردن جھکاتا ہوں انھیں کو تسلیم کرتا ہوں انکے بارے میں میرا ایمان قبول کر تو پھر بہت سی ذمہ داریوں سے چھٹکارا ہو جائے اور یہ کیا کم ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان نماز میں قرآن کے سورے پڑھنے پر یکساں نظر آتے ہیں -

بیگم صاحب تم جو یہ کرتا لنگا پہنا ہوا ڈانٹتے ہو ہزار بار میں نے کہا کہ اسمیں لاگت بھی بہت آتی ہے ڈیل بھی لنگا رہتا ہے - اپنے وطن کی وضع پر بھی حرف آتا ہے - ایک بیٹھے گھر بھر کی وضع قطع بھی بدلنی پڑتی ہے اسکے بارے میں کبھی تم نے پاؤں

یاد نہ رکھا - سارا دن وطن کی ماتا کا لیس نہ بن پڑھتے ہو ہے یہ تو بتاؤ تم نے انگریزی زبان کیوں سیکھی ؟ کیا وہ واجب تھی - پھر اسی زبان سے سیکڑوں انگلش جنگ لفظ اپنی بولی میں ملا دیے تو کیا یہ وطن کی ماتا تھی - میری خیر انگریزی سوت کے لیے ساری دنیا میں اپنی بولی پھیلانا چاہتے ہیں اسپر تم کو حسد نہ ہوا - تمھیں گٹ پٹ کرکے انکا پرچار اے ذوق ہے تمھاری لیاقت پر ! اور چار لفظ عربی کے وہ بھی پانچ وقت نماز میں اپنے دل میں کانٹا بن کے چبھے کہ دشمنوں کو کسی پہلو قرار نہیں ۔

نواسی :- واہ نانی - کہاں تو نماز کا ذکر تھا کہاں تم پوشاک کا دکھڑا لے بیٹھیں بس یہی تمھاری منطقی گفتگو ہے -

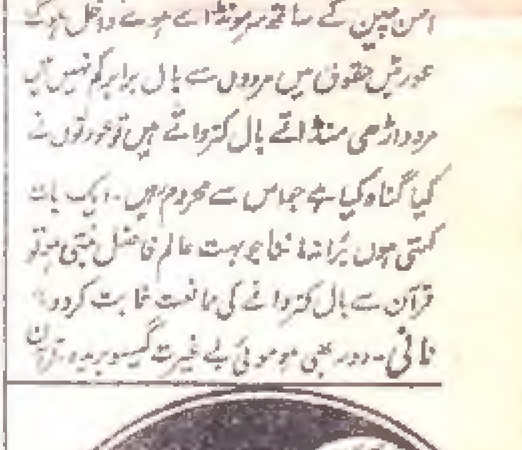
نانی - ان نماز کا ذکر تھا انکے بارے میں جو کچھ میں نے کہا تم تو بیچاری کیا ہو تمھارے ابا بابا بھی اس کا جواب نہیں دے سکتے - بات یہ ہے کہ بیٹی تم نے یہ چلن آجکل کے اول جلول ڈھنگ وضع کے مجموعہ سے سیکھے ہیں جو مسلمان رہنے پر مجبور ہیں مگر دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کے دستور انھیں اسلامی دستور سے زیادہ پسند ہیں کچھ مسلمانوں ہی پر موقوف نہیں ایسے گاؤدی دوسرے فرقوں میں بھی بہت سے پیدا ہو گئے ہیں تو میری تو شیخ تمھارے باپ کی بولی یا سر کی ناک تو ہے نہیں کہ جدھر موڑو مڑ جائے - اسلامی دستوروں کا قائم کرنے والا تم سے کہیں زیادہ دنیا سے زیادہ عقلمند تھا انہیں کچھ سمجھ ہی کے خاص

پچاس روپیہ نقد انعام

سوروں کے پڑھنے کی تاکید میں تاکید کی جاتی تھی
زمانے میں افریقہ کے کالے حبشی اور دوسرے
ملکوں کے آدمی جنکی زبان عربی نہ تھی مسلمان ہوچکے
تھے۔ بھلا اسکی عقل سے یہ بات کیونکر چھپ سکتی
تھی کہ جس ملک کا آدمی ہو وہ اپنی ہی زبان
میں نماز پڑھے تو اچھا ہے اُن کا قول تھا کہ ہم
جسکی جیسی سمجھ ہوتی ہے اُسی کے موافق بات چیت
کرکے پیمبری کا حق ادا کرتے ہیں پھر بھلا ایسی سامنے
کی بات پر کیوں دھیان نہ کرتے۔ خدا کی شان ہے
کہ پیمبروں کے مقرر کیے ہوئے دستوروں پر تم ایسی
ٹانگ برابر کی چھوکریاں الزام رکھیں اسے کیوں
ہو بیٹی۔ صدر سمت ہے۔ اس پر دعویٰ ہیں صدق
میں جو نمبورہ تھوڑا ہے۔ ابھی کیا ہے ابھی تو تم
بال کترواکے لنڈوری مرغی بنوگی۔

نواسی: پھر اسمیں عیب کیا ہے۔ بال کتروانا کوئی
گناہ تو ہے نہیں۔ قرآن تمھیں یاد ہو تو دیکھو مردوں
کو بشارت دی گئی ہے کہ انشاءاللہ تم مسجد حرام میں
امن چین کے ساتھ سر مونڈاتے ہوئے داخل ہوگے
عورتیں حقوق میں مردوں سے بال برابر کم نہیں اب
مرد داڑھی منڈاتے بال کترواتے ہیں تو عورتوں نے
کیا گناہ کیا ہے جو اس سے محروم ہیں۔ ایک بات
کہتی ہوں بڑا نانا تھا جو بہت عالم فاضل بنتی ہو تو
قرآن سے بال کتروانے کی ممانعت ثابت کردو۔

نانی: دور بھی ہو موئی بے غیرت گیسو بریدہ۔ قرآن


انگلستان کے ہندستانی حاکم نے [illegible]
[illegible]

میں ناک کٹوانے کی ممانعت بھی صاف صاف نہیں ہے
چاہے جانا نائی کے پاس پتلی اُڑوا دے۔ جو چاہے
ہو جائے مرد ختنہ کرواتے ہیں تو ناک کٹوا اس بات
میں مردوں سے پیچھے نہ رہ۔ مرد لنگوٹی باندھے
پھرتے ہیں تو بھی دو اُنگل کا چیتھڑا آگے باندھ کے
اُنھیں کے ساتھ ہڑدنگا کھیل۔ سارے جہان کے
مردوں کے سامنے اُچھلتی پھر۔

نواسی: ہاں ہاں اسمیں بھی کوئی عیب نہیں
قرآن میں پردے وردے کا کہیں حکم نہیں نہ عورت
کا بے پردہ پھرنا کوئی گناہ ہے جسکی سزا کہیں لکھی ہو

نانی: اوچھا تبھی میں دیکھتی ہوں کہ تو تو قرآن کی
حافظ ہے۔ قرآن تو پیمبر کے واسطے ایک یادداشت
کے طور پر نازل ہوا ہے۔ اسمیں بہت سی باتیں گُمم
ہیں اگر ان کو پیمبر نہ سمجھاتے تو کوئی نہ سمجھتا جیسے
طہارت نجاست۔ نماز کی ترکیب۔ تجارت کس چیز کی
جائز ہے کس چیز کی ناجائز۔ زکوٰۃ، نکاح، طلاق
کی تفصیل قرآن میں سے بہت سے حکم ہیں بلکہ یہاں تک
ماں باپ جیسے کنبے کی پرورش اگر کوئی نہیں پورا نہ کرے تو
دُنیا میں اُسکے لیے کوئی سزا مقرر نہیں۔ اسی طرح بہت
سی باتوں کی ممانعت ہے جیسے جھوٹ کی اُسکی سزا
بھی مقرر نہیں۔ ہاں خدا نے جھوٹے پر لعنت کی ہے
تو لعنت کا اثر مرنے کے بعد ہوگا لعنت کوئی دُرہ
نہیں کوڑا نہیں ہے جس کا نشان کھال پر دکھائی
دے۔ لعنت کی مارے بے حیاؤں کے چوٹ نہیں
لگتی۔ تیری بے حیائی پر ہزار بار میں نے لعنت کی
تو اس سے تیرا کیا بگڑا۔ چکنا گھڑا ہے بوند پڑی اور
پھسل گئی۔

ارے یہ کیا کہتی تھی اور کیا کہنے لگی۔ ہاں تو قرآن
میں جو گُمم کی باتیں ہیں بجز رسولؐ کے اور کسی کو
اُن کا حل معلوم نہ تھا۔ بعض گناہ ایسے بھی ہیں جنکا
ذکر قرآن میں نہیں ہے جیسے چھنال پر پتھراؤ کرنے
کا حکم۔ رسولؐ نے ان باتوں کے بارے میں جو کچھ
فرمایا وہ حدیث کی کتابوں میں جہاں تک یاد پیچھے
لکھ کر جمع کیا گیا۔ دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔
جہاں تک حدیث سے مدد نہ لے کوئی ان باتوں کو نہ

سمجھ سکتا ہے نہ ان پر پیمبروں کا اُسوہ ہے۔
کچھ قرآن حدیثوں میں ہے اور کچھ اُس زمانے کے
لوگوں نے رسول اور اُسکے گھر کا چلن دیکھ دیکھ کر
اور بتایا ہے۔ تو ان باتوں سے واقف نہیں خالی
قرآن قرآن بکتی ہے۔

نواسی: اخاہ۔ تمھارا یہ مطلب ہے کہ خدا کی کتاب
ناقص ہے ادھوری۔ آجکل کے قرآن دیکھو وہ
دعویٰ کرتا ہے کہ اس کتاب میں ہر چیز کی تفصیل موجود
ہے۔ ہائے بڑھاپے میں قرآن پر ایمان نہ رہا۔ لے
نانی پھر سے کلمہ پڑھو۔

نانی: ہاں بیٹی ہاں۔ جن جائے اون بجائے۔
ٹھنڈی بوٹی کا گندہ شوروہ۔ بڑھیا نانی کو آج تم
ایمان کا سبق دینے بیٹھی ہو۔ اسکی شکایت ہی کیا۔
تم اور تمھارے جیسی مرد خواہ عورت جیسا ہی اپنے
ہوئے ہیں کہ بزرگوں کو سبق پڑھائیں۔ میں تو خیر
نانی ہوں جب تم حدیث اور قرآن پر اصلاح دینے
کا دم بھرنے لگتی ہو تو میں کس گنتی کس شمار میں ہوں
اس زمانے سے زبان پیمبر بھی نہیں بچے۔ سنو
اپنی بات کا جواب۔ میں بھی مانتی ہوں کہ قرآن میں
ہر ایک گیلے سوکھے کا حال ہے وہ کامل ہے ایک
ایک بات مفصل ہے مگر میری انابیق نواسی!
اس قول میں بھی قرآن کا رُخ پیمبر کی طرف ہے نہ
میری اور تمھاری طرف۔ پاک پروردگار کے اشارے
رسول ہی سمجھتا ہے۔ قرآن سے ہر مسئلہ کا جواب نکالنا
بھی اُسی کو معلوم ہے بھلا ہم کیا اور ہماری ہستی کیا۔
قرآن میں جو باتیں صاف صاف لکھی ہیں پہلے کوئی

اعلان

ہندوستانی اکاڈمی کو ایسے مترجموں کی ضرورت
ہے جو بامحاورہ اُردو ہندی زبان میں ترجمہ کرسکیں۔
مترجم اکاڈمی کے ملازم نہ ہونگے۔ جو لوگ سائنس
اور دوسری کتابوں کا ترجمہ کرنا چاہتے ہوں اُنکو نمونے
کے ساتھ ۔۔۔ جون تک درخواست دینا اور شرائط
طے کرنا چاہیے۔

جنرل سکریٹری ہندوستانی اکاڈمی الہ آباد



جان بل :- ماموں دیکھو دُم خم میرے اژدہے کا!

ماموں سام :- بجا ہے میں تو دُم کا خم دیکھتا ہوں۔ جاپان کی دُم کی گرہ بُری ہے۔ چین کا لنگر وزنی ہے۔"

آنکھیں تو ابھی پانچ ہوئے پھر آگے بڑھے۔ میری بڑ
بڑے ہی کا مسئلہ ہو جائیں مجبوراً ہوا ہے پردے
کے بارے میں جو آیتیں نازل ہوئیں وہ بھی کیسے
پھری ہیں آج کل کی لونڈیں کو پڑی وہ سے اودھر
اودھر کی اوپری باتیں جاننے کے بعد ڈینگ مارنے لگتے
ہیں کہ ہم سب کچھ سمجھتے ہیں۔ وہ خاک امر سماجیک
آو دست لینا بھی جانتے نہیں۔ دکانوں سے پوچھتے پھیں
اور عربی بے کچھ ہو۔

نکتہ چیں کہتے ہیں کہ شادی کی سنت سے جنبی عورت
کا چہرہ دیکھنے کی اجازت ہے۔ سچ ہی کہا گیا کہ
کا حکم ہے۔ اس لیے پردہ ضروری نہیں۔ یہ کمبخت بھی
کے اندھے اتنا بھی نہیں جانتے کہ اگر پردے کا عام
حکم نہ ہوتا تو خاص حالتوں میں اسکے اٹھانے کی
اجازت کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایسے ہی سنا ہیں
کہ شریف عرب زادیوں کا چہرہ دیکھی جو اس زمانے
میں تھا نت کی کتابوں سے تحقیق نہیں کرتے۔ لیکن
پیغمبر کے وقت میں اس لباس کو کون سی چیز میں
ڈھالی گئیں۔ آپ زمانے کے رسول مطہر پر ایک
قمیص اور ایک قمیص ٹخنوں تک بھی پہنتے تھے اور ایک
سوسا کیا ہوا رومال سر سے لپیٹ لیتے تھے بس انشاء
اللہ خیر سلسلہ امیر الحرام باندھتے تھے اور زیرجامہ
بھی پہنتے تھے۔

باقی آئندہ

ناسفر

سفینہ

یادش بخیر ایک وہ زمانہ تھا کہ زمرد اور دگر [illegible]
وطن میں ہر اہمیت تھی اور گل باری کرتی نظر آتی تھی
انقلاب کے چلتوں اب اُردو دیا بھی [illegible] پڑی ہیں
داخل ہے جو ایک مرض کچھ ملی ہوئی ہے [illegible]
[illegible] چکریاں آنکھوں [illegible] رہی ہیں
جدھر [illegible] پٹ پڑے۔

لوگوں کو ایک سے خاص ترقی ہو جاتی ہے شہر لکھنؤ
کی بدولت اردو کا میکا [illegible] اور بہت
دنوں کے بعد اردو جان بچوں سمیت پاؤں
پھیرنے بالی گئیں بچے کو تتانی الفاظ سے آشنا
ہیں اور وہاں سسرال کی وضع قطع اختیار
کرلیں۔ اسوجہ سے بیکے والے خوش ہیں۔ قطع
رحم ہے گناہ۔ ان سنی لوگوں کو شاباش جو قطع
رحم کے مبارک درخت کو آگے بڑھنے چلنے
نہیں دیتے۔ ہندوستان کے نامور ادیب
فاضل علامہ عبدالحق ایم اے پروفیسر و لیکچرار
اردو گورنمنٹ محمڈن کالج مدراس کا ممنون کون ہے
قابل ستائش ہے جنکے دیا سے اُردو کا ایک سہ ماہی
رسالہ بنام سفینہ تازہ جاری ہوا ہے۔ یہ زادِ عمل
ہے کشتی کا جنسا و بحر مگر سے

شکے نیست کہ آسان نہ خود

ہمیں یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ رسالے کی اردو مدراسی
نہیں بلکہ خاصی سلیس بامحاورہ اُردو ہے اور مطالب
کے اعتبار سے بھی قابل تحسین ہے۔ خدا اسے طوفانوں
سے بچائے اور کنارے تک بخیریت پہنچائے۔ جرم
کے وقت مضامین پر نظر کی جائے گی بالفعل سلام
ہی ہے کہ اُردو بشمند کی نگاہوں سے دیکھیں
قابلِ قبول کے لیکن ایچ شمار اور فرمائیں سو صفحہ
کا حجم ہے ساڑھے تین روپیہ سالانہ قیمت ہے۔
منیجر سفینہ گورنمنٹ محمڈن کالج ماؤنٹ روڈ مدراس
سے مل سکتا ہے۔

"انڈین پنچ"

غلام محمد خاں صاحب قیصر دہلوی نے سمندر کے
کنارے یعنی بمبئی سے یہ شائع زعفران نکالا ہے۔
پرچہ ہفتہ وار ہے۔ بناوٹی ظرافت سے خالی ہے۔
ظرافت کے اصلی مقصد سے واقف ہے۔ غور کیجیے تو
یہ مختصر کر پرچہ کم نہیں۔ بے معنی توقعات دنیا کی سرشت
میں داخل ہیں اور اشعار اشرف بیں جو لوگ ظرافت کو
ایک اعلیٰ جوہر انسانی سے تعبیر کرتے ہیں وہ حوصلہ بڑھا
سکتا ہے اپنے مطلب کا بنائیں کو بہتر ہے یہ کسی
مذہب سے دل لگی بازی نہیں کرتا آزاد ہے لیکن
خیر خواہ ہے۔ وزیر چوبک ہندی بازار بمبئی سے
شائع ہوتا ہے تین روپیہ سالانہ قیمت ہے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ملی ہے ہندی کو بھی تا اُسے نظر نہ لگے

گورنری تو ازل سے ہے گورے خاں کے لیے
عارضی طور پر نواب چھتاری ہز ایکسلنسی دی گورنر
آف یوپی ہوگئے اسکی خوشی بھی عارضی ہوگی بلکہ
اوج سے پستی پہ نزول جن طبیعتوں کو ناگوار ہے
وہ رنجیدہ ہوں تو عجب نہیں۔ روتے بچے کو غریب
غربا کی عورتیں تمام جہان کا مالک بنا کے بہلاتی
ہیں "وہ بھیا کا چاند نکلا آؤ چندا ماموں آؤ۔
یہ میاں کی ریل گاڑی چلی آرہی ہے۔ آ ریل ہمارے
بھیا بلاتا ہے" گھر میں کوڑی نہیں مگر لوریاں
دیتی ہیں:

اپنے بھیا کو میں رونے نہ دوں
آؤ سے سوداگری گھوڑا لے دوں
باوا تیرا ہفت ہزاری ماموں منصب دار
بچا میاں چوہدری کے راجہ بھیا پر خود وار

بھنانے کو چنے میسر نہیں:-

بیسنے باداموں کی روٹی پکاؤں ادھر کی کباب،
کا ناشتہ صبح کے لیے شام ہی سے تیار۔

ایک حکومت ہوشیار حکومت رعایا کی فراج شناس
حکومت جانتی ہے میں استاد حکومت اتنا بھی ہے
زیادہ بہلانے بھسلانے کی گھاتیں جانتی ہے۔ لوگوں کا
گمان ہے کہ نئے گورنر کے تقرر میں حکومت نے عمداً
دیر لگائی ہے مطلب یہ ہے کہ رو کیو ہندوستانی
بجائیو گورنمنٹ ہوس پہ قابض ہوکے ایک ہندوستانی
کا گورنری ٹھاٹ میں رہنا یاروں کو ناگوار نہیں مگر
بات یہ ہے کہ ہم مناسب آدمی کی تلاش میں ہیں
جب تک کوئی نہ ملے اسوقت تک یا نہ بھی بھیا کا
سورج بھی بھیا کا پیسے باداموں کی روٹی ہرن کے
کباب کا ناشتہ بھی بھیا کے لیے آ جاری نیند یا تو
آ کیوں نہ جا۔ میرے بھیا کی آنکھوں میں گھل مل جا
اب سے سوا نو مہینے ہی سے دیکھو اسکی شکایت نہ کرنا

ہندوستانیوں سے تعصب کا برتاؤ ہوتا ہے۔ سائمن کمیشن جو ہو بچے آ کہہ دیا کہ دس برس میں دو گورنر ہندوستانی مقرر ہو چکے ہیں۔

ہمارے فضل سے دو دن گورنری کر لی
اب اور چاہتے کیا ہو جو پیری مل جائے

نظر گزر کے واسطے جو زلہ پھینکا جاتا ہے اُس سے کسی کا پیٹ بھرنا مقصود نہیں وہ تو حتف نظر کا اُتارا دفع چشم زخم کا ٹوٹکا ہے۔

دُنیا جانتی ہے کہ صاحب لوگوں میں سے ہر شخص گورنر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ آخر یہ پس و پیش کیسا۔ یہ قحط الرجال کا روگ گورنری آبادی کو کب سے لگا۔ یہ معمولی سی بات ہے اتنی ڈھیل۔ سیاست انگلشیہ کے گرگ کشا ناخن ایسے کمزور کہ جن کے دانت کھٹے ہوں؟

خدا بدگمانوں کی زبان سے بچائے کمبخت جھوٹی بات ایسے لہجے میں ادا کرتے ہیں کہ دُنیا بھر یقین کر لیتی ہے۔ انھیں اتنا نہیں معلوم کہ دو لھا کو نوشاہ کہتے ہیں دولھن ملتی ہے نوشاہ کو۔ شاہ کے واسطے ایک ہیبت ضروری ہے۔ بھوت مرت کے نوشاہ کے ساتھ ایک دشت بلا کیوں نہ ہو جیتی بچے نوشاہ کو دولھن کبھی ملی ہے؟

لطف سے باغ جہاں میں صورت شبنم رہے
رات بھی بھر گر رہے لیکن گلوں پر ہم رہے

لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

بھلا کلمی کروے سے گھٹ بھی کہیں چاندی ہوتا ہے۔ سنتے ہیں کہ ایک ہندوستانی طالب علم مسمی بہ من موہن جوہری گیا تھا جوہر علم حاصل کرنے اور کھا گیا مجرمسٹن کا غوطہ۔ اسٹرا اسٹرا اس دریا کی تھاہ کہاں سے

اگر خواہی سلامت بر کنار است

سے تعلق جو ہے وہ شرح گویسٹ میٹ کی ہے بظاہر کا تو یہ دعویٰ ہے کہ مسٹر جوہری کو تہذیب ہندوستان کا کالا پانی۔ تہذیب کا مول ہو گیا اتنی کا تو

وانگٹن گوری آزادی سے فرمائش کی کہ میں سو لگی کے ساتھ سپرپالانہ کر ناز کچھ ہوا تپشہ سوا میم کے سوا کسی دوسرے کو نگاہ بھر کے دیکھا تو میں تیر سینہ میں آ جیتی گوری کا دُرا آہن تاب رکھ کے جوہر ہو جاؤ اور اگر تم نے اپنا جوہر عصمت میری خدمت میں بے پس و پیش عرض نہ کیا تو پیر کھاؤں گا۔ جوہری صاحب نے دھمکی کے برتے سے تکا کی پالا تھا نہیں کی طلاق بو کی سرفتمیں ٹسیٹ کے گیسن آبرو پر بلا دینے کا عصمت ذرا ذرا لیا تو بات با پنجا رسید کہ مسلمہ تہذیب کے داد دہ نے کانسٹیبل کی مدد سے مدت گھر سے جدا کیا تھا۔

جوہری صاحب ہندوستان کا خواب دیکھ رہے تھے اور یہ معلوم نہ تھا کہ مسٹر گنگس کی عشق کی جو یم جنگی ہر بار وکھری کی چٹنی کھائیں گے چنانچہ مسٹر صاحب نے گرنی دو اور نرج دہن سے یوں ہوتی زدے کی جس شخص نے اکثر مس صاحب کو جوہری کے گھنے کا ہار ہوتے اور چرا چالی کرتے دیکھا مگر کچھ اور۔ نہیں ہوا کیا معنی کہ وہ شخص تو کھنگ ہی اور سونے کو موتڑ کے کانٹے میں بٹھا کے تولا کرتا تھا۔ جوہری صاحب بیچ لسلم مس صاحب میں اسی تعلیم گاہ کی لائبریرین قسمت ہے حرف عصمت میں کیڑا نہیں لگا۔

جوہری صاحب یہ بیں تعلیم کی سان پر چڑھے مگر با حال امیشن کی سی آبداری نہ پیدا ہوئی بالفعل کالج کے جاہر خانہ سے دونوں نکال باہر کیے گئے ہیں دیکھیے آئندہ کس بھاؤ بکتے ہیں۔

انقلاب تدریجی

سلے کی ارزانی اور دینی ناداری کی بدولت لوگ دکھاں صاحب سے فلاں صاحب یا سکھ جی شیخ جی سے سید ہو جاتے ہیں مشہور ہے۔ مینڈک کی ماں کو مرزا دو زمی روح ہو پانی کا چھینٹا پڑا اور یہ ایک مینڈک کے منہ ہا مینڈک جن کے سید ان میں لیتا چکنے جیدگئے تھے جیسے پھر اخبار نویس کا قطرہ کا تذکرہ ہے۔ مینڈک کے بعض اقسام ایک زمانے کے بعد ترقی کر کے چیر کی شکل اختیار کر لیتے ہیں نٹ نٹ نٹ !!!! ان سے بہت زیادہ عجیب جانور ہے نٹر نکتہ کا ہو

کی عمارت کا حشر ہے۔ انشا اللہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ اس درسگاہ میں کورک دیرنا علوم کی کتابیں رٹتے بیٹھے تھے اور گٹ پٹ میں عمارت پیدا کر کے شیخ جی سے سید جانور سے آدمی ڈیسیلیٹ مینڈک اور مینڈک سے قانونی شیر ہو جاتے تھے۔ پھر آدمیاں مرشد ندوکا رخانہ آدم سازی درہم خوردہ۔ اسی عمارت میں مردہ جانور خانہ دمیوزیم بن گیا۔ سنگی تصویریں نصب ہوئیں۔ یہ دور بھی ختم ہوا جانوروں کو نکالا اور کی جگہ صوبہ کی کونسل نے لی جو بجٹ کی منظوری میں شیخ سے سید ہو جاتی ہے مصارف کی تشخیص نئی نئی تجویزوں کی پیدائش ہے اور گوش فنکار ٹریہ مینڈک سرکاری مجلس پیچیدہ دنت کرتے ہیں شیر و دمی نشاہی میں طفل کتب خانہ فروشی میں اسار یولا صورت کے قیام اور سیرت کے زوال میں عجائب خانہ کا مردہ جانور۔ کام کی ذات بے چیپ سادہ سمجھتے میں ماتحتی بت یا سنگی صورت سے کم نہیں۔

یہ دور بھی چل رہا ہے سنتے ہیں کہ اس عمارت میں موسیقی کالج آباد ہو گا ستار میں رنڈیاں اور حاجی چند بگیر کو دو سارے کھانا یا دعا تی کی اس گلک اور سُر کی تعلیم اس میں ہو گی جل جلالہ مینڈک کی جگہ شیر کی نٹ نٹ اور بلبل کا ترانہ ہے

اگر گل کا ہے گماں تنگ ہے گلگیری کا
رنگ لایا ہے دوپٹا ترا میلا ہو کر

وہ عاشق کا گریبان ہو نہ رنڈی کے پاجامے کی مہانی
چیں سے کب رہ سکتی ہے

عُذر

وو دن کی دیر پرچہ کی اشاعت میں ہوئی اور چار دن سے یہاں سرحد شکر ہے تاتیوں نے لکارت سے کمر باندھ رکھی ہے بخار اگر متیہ گروپہ آمادہ ہے والله اگر اختیار چلتا تو ہم کبھی بیمار نہ ہوتے پرچہ نکالنا بخار اور اسہال سے زیادہ آسان ہے۔

لہذا آگر جوں بڑھانے کی ضرورت نہیں۔ خود تو دیکھیے گھنٹے دو روں کو جاری مدد پر آمادہ ہیں تو یاد کیجیے اور معذرت سے بدرو سے نجات ملے والسلام

اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible]

ڈرامہ ریاست اور پنچ کی

[illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

سیاحت ظریف

یعنے

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

[illegible]

قیمت فی جلد [illegible]

[illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی ورثے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا گوئی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انہی نے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر کے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ہو۔ ایک معمولی باجہ یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے ہزارون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایہ ناز اسمین موجود ہے۔ قیمت ۵ روپیہ حصہ اول کی قیمت فی جلد۔ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ